جلد ۵ | ۱۹ - مارچ ۱۹۱۸ء | سہ شنبہ | مطابق ۵ جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ | نمبر ۷

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت چونکہ ابھی تک علیل ہے اس لئے درس قرآن نہیں ہوتا۔

۱۵ - مارچ کو جناب مولوی فضل الدین صاحب وکیل اور جناب منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر اخبار الفضل بدوملی مباحثہ کے لئے تشریف لے گئے۔

۱۵ - اور ۱۶ مارچ کی درمیانی شب کو اور ۱۶ مارچ کو دن بھر کم و بیش بارش رہی۔ ہوا کا ابھی بہت زور تھا۔ ۱۷ کو مطلع صاف رہا۔

احمدی دھوبی۔ حجام۔ نان بائی وغیرہ اگر قادیان میں آجائیں اور آکر اپنا کاروبار کریں تو ہم امید کرتے ہیں۔ کہ افسران صیغہ جات صدر انجمن جہاں انکی ضرورت ہو گی ان کا خیال رکھیں گے۔ شب دوشنبہ آریہ اعتراضوں کے جواب میں چوک بازار قادیان میں تقریریں ہوئیں۔

اخبار احمدیہ

منظور ہے گذارش احوال واقعی
اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے

ناظرین ۸ - مارچ ۱۹۱۸ء کے اخبار اہلحدیث میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ کہ لکھنوی احمدیوں نے بڑا سر اُٹھایا ہے۔ جسے مولوی ابو مسعود صاحب نے ذریعہ چیلنج کے سرنگوں کر دیا۔ کہ آؤ مرزا کی پیشگوئیوں پر بحث کر لو۔" حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ مولوی موصوف نے ہماری جانب خط لکھا۔ جس کے جواب میں لکھا گیا۔ اور اب بھی لکھ رہے ہیں۔ کہ آپ پہلے ہم سے وفات مسیح میں اس ترتیب سے گفتگو فرمائیں کہ حیات مسیح میں آپ مدعی اور ہم مدعا علیہ ہونگے اور یہ بحث تین پرچوں پر ختم ہوگی۔ پھر ہم وفات مسیح کے ثبوت میں مدعی ہونگے۔ اور آپ مدعا علیہ اور اسی طرح تین تین پرچے ہونگے۔

ازاں بعد آپ عیسی نبوت کے مدعی ہونگے اور ہم مدعا علیہ۔ پھر ہم اجراء نبوت غیر تشریعی کے اثبات میں مدعی ہونگے۔ اور آپ مدعا علیہ۔ اور یوں ہی ترتیب تحریر ہوگی۔ جیسا کہ مذکور ہوا۔

آپ ان سب امور پر خاک ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم صرف پیشگوئیوں پر کلام کرینگے۔ اس کے جواب میں التماس کیا گیا۔ کہ آپ معیار صداقت پیشگوئیوں کا مسطور فرما کے بھیجدیں۔ تاکہ ہم اسی محک پر اپنی پیشگوئیوں کو کس کر دکھلا دیں لیکن نہ مولوی صاحب نے خط میں جواب دیا۔ اور نہ اہلحدیث اخبار میں اظہار فرمایا۔ کہ اگلی پیشگوئیاں جو ہمارے سامنے۔ یعنی یونس

نبی دنیز مسیح علیہ السلام متوفی کی بابت وہ کس طرح محکِ صداقت پر رکھی جاتی ہیں۔ یہ ہے۔ آپ کی وہ لن ترانی جس کو مولوی ابو مسعود صاحب نے رقم فرمایا ہے۔ لہذا ہم چیلنج دیتے ہیں کہ مولوی صاحب تحریری گفتگو کے لئے طیار ہوں۔ اور اگر اب بھی اُن کی جانب سے عقب گذاری ہوئی تو خدا کی ہزار لعنت مردِ گریز پا پر ہو۔ آمین۔

راقم مرزا کبیر الدین احمد احمدی۔ لکھنؤ۔

گجرات میں تبلیغ

مولوی غلام رسول صاحب وزیر آبادی کے ذریعہ ماہ فروری کے دورے میں متفرق مقامات سے ۳۷۔ آدمی داخل بیعت ہوئے۔ اور ۱۰۔ مارچ تک شادیوال اور دھیر کہ میں ۱۰۔ آدمی

گمشدہ کی خبر

سردار محمد ایوب خاں صاحب رسالدار کا لڑکا محمد خداداد جو کچھ عرصے سے مفقود الخبر تھا۔ الحمد للہ اس کا پتہ مل گیا چنانچہ اس کا خط قسطنطنیہ سے ۱۰۔ فروری کو اپنے ایک رشتہ دار کے نام آیا ہے۔ جس میں اس نے لکھا ہے کہ میں جنگی قیدی کے طور پر یہاں مقید ہوں۔ احباب دعا فرماویں۔ کہ خدا اس کو خیریت کے ساتھ واپس لائے۔ اور والدین کو ملائے۔

درخواست دعا

برادر محمد بدو علی صاحب اوبل سال بہنے سے ترقی ایمان کی درخواست دعا کرتے ہیں۔

نمازِ جنازہ

میاں عبد اللہ صاحب سنوری اطلاع دیتے ہیں۔ کہ قطب الدین ساکن سرہند کی اہلیہ اور مائی کرم بھری سکنہ دھیر کہ اور جناب سید حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری کے برادر عزیز سید انوار احمد صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احبابِ نمازِ جنازہ غائب پڑھیں۔

یہ تین روپے کس کے ہیں

ایک صاحب تقی الدین نام کو شہیدار ان لاہور کا منی آرڈر تین روپے کا ۱۹۔ دسمبر کو وصول ہوا تا حال خط کا انتظار ہے۔ کہ یہ روپیہ کیسا ہے۔ نہ خط کا جواب آتا ہے۔

نظم

خوشامد

(از جناب مولنا مولوی محمد نواب خاں صاحب ثاقب مالیر کوٹلوی)

خوشامد کیا ہی خوشکن چیز ہے اور اسکو کیا کہیئے
پری کہیئے کہ دیبی حسن کی یا دلربا کہیئے

جمالِ یوسفی کہدیں اسے یا صورتِ شیریں
بہشتی نہر کہدیں یا اسے آبِ بقا کہیئے

طلسمِ حسن اس کا نام رکھیں تو بجا ہوگا
روا ہوگا جو اس کو پیکرِ ناز و ادا کہیئے

غضب کا اس میں جادو ہے ستم کا سحر پنہاں ہے
لبھا لیتی ہے دل کو بس عروسِ سحرزا کہیئے

امیر اس کے ہیں دیوانے غریب اس کے ہیں شیدائی
جوان و پیر کو اس کے جنوں میں مبتلا کہیئے

کوئی کیسا ہی روکھا ہو کوئی کیسا ہی بدخو ہو
یہ ہے تسخیر کا نسخہ کچھ اس سے بھی سوا کہیئے

درشت و سنگدل کو موم ہوتے ہم نے دیکھا ہے
ترشروئی کے کھلنے کو اسے گویا بلا کہیئے

زر و سیم اس سے ملتا ہے در و گوہر یہ دیتی ہے
ہوس کی خوشی کا نسخہ صد کیمیا کہیئے

پرائے حال پر نامہرباں ثابت ہوئی ہے یہ
خوشامد کا نتیجہ ہیچ نکلا۔ اسپہ کیا کہیئے

رہے ہم شل سایہ اک بت نامہرباں کیساتھ
کہیں گے جو فروش اس کو اگر گندم نما کہیئے

بہت ہی ہاتھ جوڑے اور کی منت پہ لا طائل
ہوا مائل نہ ہونا تھا۔ یہ حرکت بیہدہ کہیئے

وفا کے بندے بن بن کر یقیں اسکو دلاتے تھے
خوشامد کو کہو یا اپنے بت کو بے وفا کہیئے

ہمیں ہیں بیوفا اور بندۂ حرص و ہوا و آز
کسی کو کچھ کہو مت اور اپنے کو برا کہیئے

خدا سنتا ہے دل کو دیکھتا ہے اور صورت کو
ضرورت جانتا ہے جو اسی سے مدعا کہیئے

قصور اپنا نکل آیا ہو بیگانہ یہ شکوہ کیوں
خدا ہے مہرباں ثاقب اسی کو آشنا کہیئے

قتیلِ صبر ہو کچھ دل میں انتشار نہ ہو

(از جناب منشی قاسم علی خاں صاحب قادیانی رامپوری)

ہو عشق دل میں تو کس طرح بے قرار نہ ہو
نگاہ میں خلشِ خارِ انتظار نہ ہو

مریضِ عشق کو ہے نہ ہر صورتِ آرام
ہے اُس کی زیست اسی میں کبھی قرار نہ ہو

ضرور تخمِ محبت کا پھوٹنا ہے محال
جو پھوٹ پھوٹ کے ہر چشم اشکبار نہ ہو

قدم قدم پہ ہے ٹھوکر اگر یہ ہو سبب
ہر ایک جا ہے یہ شک اُس کی رہگذار نہ ہو

عبورِ بحرِ محبت سے ہو نہیں سکتا
جو موجِ بحر کے غوطوں سے وار پار نہ ہو

سرِ نیاز رہے خم رضائے جاناں میں
اُسی کا حکم چلے اپنا اختیار نہ ہو

ہزار جانیں ہوں ہر آن بان پر قربان
قتیلِ صبر ہو کچھ دل میں انتشار نہ ہو

جو پوچھے لطفِ محبت ہمارے دل سے کوئی
حسابِ زخموں کا چرکوں کا کچھ شمار نہ ہو

رضا ہے مدِ نظر اپنے دلربا کی مجھے
نہیں جو مجھ سے کوئی خوش تو لاکھ بار نہ ہو

پڑے جو غیر پہ عیزوں کا گھر ہے وہ آنکھ
ہوا جو ایک سے دو دو سے کیوں وہ چار نہ ہو

مسافرانہ رہو اس سرائے فانی میں
اُٹھو تو جھاڑ کے دامن چلو تو بار نہ ہو

یہ ہے چراغِ سحر یا کہو ستارۂ صبح
بھڑک کے لاکھ ہو روشن۔ تو اعتبار نہ ہو

ہر ایک دم اُنھیں مرنا جنہیں ہے عشق بتا
ہنو جو خنجر و شمشیر اور وار نہ ہو

ہے ایسی دشت نوردی خشک میں کیا لطف
جو پا میں آبلہ اور آبلہ میں خار نہ ہو

تری یہ دست درازی ہے اے جنوں بیکار
لباسِ کبر و نمائش جو تار تار نہ ہو

چراغِ میکدہ نفس تیز روشن ہے
شعاعِ نور میں پنہاں کوئی شرار نہ ہو

مہربانی سے خود یا کوئی صاحب لاہور کے اطلاع دیں۔ (مینیجر الفضل قادیان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۱۹- مارچ ۱۹۱۸ء

کیا مباہلہ کا اثر فوراً ہونا ضروری ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب کے پیش کردہ حوالہ معالم کی حقیقت

ہم نے الفضل کے کسی گذشتہ پرچہ میں اس مباہلہ کا ذکر کرتے ہوئے۔ جو مولوی ثناء اللہ صاحب نے فریق غزنویہ کے مولویوں کے ساتھ کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے لکھا تھا کہ:-

"چونکہ مولوی صاحب خواجہ حسن نظامی کی تائید کرتے ہوئے یہ مان چکے ہیں۔ کہ مباہلین میں سے جو جھوٹا ہو۔ اس پر فوراً عذاب نازل ہونا چاہیئے۔ اور اسے وہیں بندر اور سور بنا دینا چاہیئے۔ اس لئے امید ہے کہ اب جبکہ وہ مباہلہ کے میدان میں کھڑے ہونے کی منظوری دے چکے ہیں اور اس کے لئے آمادہ اور طیار ہیں۔ تو اسی خیال اور یقین کو دل میں جگہ دیکر تیار ہوئے ہونگے۔ کہ ان میں سے جو فریق جھوٹا ہوگا۔ وہ اسی وقت بندر یا سور بن جائیگا"

اب چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنی ان تحریروں کا پاس کرکے۔ جن کی بنا پر ہم نے مندرجہ بالا الفاظ لکھے تھے۔ اعلان کر دیتے۔ کہ واقعی مجھ سے مباہلہ کرنے والوں کا یہی حشر ہوگا۔ اور وہ فوراً بندر سور بن جائیں گے۔ لیکن اس ضروری اور اہم بات کو تو وہ بالکل ہضم کر گئے ہیں۔ البتہ ایک دورازکار بحث کو جسے ہم نے بیہودہ سمجھ کر چھوڑ دیا تھا۔ بڑے طمطراق کے ساتھ پیش کر دیا ہے۔ اور خواہ مخواہ بغلیں بجاتے ہوئے لکھدیا ہے۔ کہ

"خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کے ساتھ قادیانی خلیفہ کی متعلقہ شرائط مباہلہ اشتہار بازی ہوئی۔ تو خواجہ صاحب نے زور دیا کہ مباہلہ کا اثر فوراً ہونا چاہیئے۔ خلیفہ قادیان نے ۱۸- دسمبر کے اخبار الفضل میں لکھا کہ "آج تک امت اسلامیہ کے کسی امام نے بھی اس بات کو تسلیم نہیں کیا۔ کہ مباہلہ کا اثر فوراً ہونا چاہیئے" اس کے جواب میں اہلحدیث مورخہ ۴- جنوری ۱۹۱۸ء میں بحوالہ تفسیر معالم ہم نے بتایا کہ خود امام الائمہ سراج الامۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ اگر نصاریٰ نجران ہمارے ساتھ مباہلہ کرتے۔ تو فوراً ہی اسی میدان میں ان پر عذاب نازل ہوتا۔ اور وہ بندر اور سور بنائے جاتے۔ ہم منتظر تھے کہ قادیان کی انصاف پسند پارٹی ہمارے حوالے کو دیکھ کر قصور علم کا اعتراف کر کے اپنی انصاف .... پسندی کا ثبوت دیگی۔ مگر

"خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم"

اہلحدیث ۸- مارچ

ان الفاظ میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے جس حوالہ کا ذکر کرکے اسے لاجواب بتایا ہے وہ تفسیر معالم کا حوالہ ہے۔ چونکہ وہ ان کے اپنے قصور علم کا نتیجہ تھا اس لئے اس کی طرف توجہ کرنے کی ہم نے ضرورت نہ سمجھی تھی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ مولوی صاحب اپنی بے علمی کو علم سمجھ بیٹھے ہیں۔ اور اسی وجہ سے اس حوالہ کو پیش کرکے "قادیان کی انصاف پسند پارٹی" سے "قصور علم کا اعتراف" کرانا چاہتے ہیں۔ اس لئے ہم اس پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس میں قصور علم کس کا ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب کا یا ہمارا۔

جناب مولوی صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے جن الفاظ پر اعتراض ہے۔ وہ یہ ہیں کہ:-

"آج تک امت اسلامیہ کے کسی امام نے بھی اس بات کو تسلیم نہیں کیا کہ مباہلہ کا اثر فوراً ہونا چاہیئے"

حضرت خلیفۃ المسیح کے ان الفاظ کا صاف یہ مطلب ہے، کہ کسی امام نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا۔ کہ مباہلہ کا لانگا فوری اثر ہونا چاہیئے۔ اور مباہلین بطور شرط کے اس بات کو واجب کرلیں۔ کہ بالضرور مباہلہ کا اثر فوراً ہی ظہور پذیر ہوگا۔ نہ یہ کہ اس عبارت میں اس بات سے انکار کیا گیا ہے۔ کہ مباہلہ کا فوری اثر کبھی ہوتا ہی نہیں۔ ممکن ہے کہ کسی مباہلہ میں فوری اثر ظاہر ہو اور فریق مقابل کو زیادہ انتظار کرنے کی ضرورت نہ رہے لیکن یہ بات ضرور مباہلہ کا اثر فوراً ہی ظاہر ہوگا بطور شرط کے ہر کسی فریق سے نہیں منوائی جا سکتی۔ اور یہ وہ امر ہے جس کی نسبت حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا ہے کہ اسے کسی امام نے آج تک تسلیم نہیں کیا۔ کہ مباہلہ کا اثر فوراً ہونا چاہیئے۔ مگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کی اس عبارت کے اس صاف مفہوم کے برخلاف ہمیں یہ الزام دیا ہے۔ کہ ہم نے اس

بات سے انکار کیا ہے۔ کہ کبھی بھی مباہلہ کا اثر فوراً ظاہر نہیں ہو سکتا۔ لیکن چونکہ مولوی صاحب نے اس بحث کو خود چھیڑا ہے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ مولوی صاحب کی پیش کردہ تفسیر معالم کی روایت پر ایک مختصر بحث کریں۔ روایت یہ ہے :۔

" قال رسول اللہ والذی نفسی بیدہ ان العذاب قد تدلی علی اهل نجران ولو لاعنوا المسخوا قردة وخنازیر ولاضطرم علیهم الوادی نارا ولاستاصل اللہ نجران واهله حتی الطیر علی الشجر ولما حال الحول علی نصاری کلهم حتی هلکوا " معالم صفحہ ۱۶۴

" ترجمہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے خدا کی قسم عذاب الٰہی اہل نجران عیسائی مباہلہ کنندگان پر جھک پڑا تھا۔ اگر وہ مباہلہ کرتے تو فوراً ہی بندر سور بنا دیئے جاتے۔ اور وہی جنگل ان پر آگ کا جنگل بن جاتا۔ اور اللہ تعالےٰ اہل نجران اور ان کے متعلقین کا ستیاناس کر دیتا۔ یہاں تک کہ اس جنگل کے درختوں پر جانور بھی مرجاتے۔ اور باقی عیسائی بھی (جو اس مباہلہ میں شریک نہ ہوتے) سارے کے ایک سال میں مر جاتے "

اہلحدیث ۴۔ جنوری ۱۹۱۸ء

اور اس کے بعد لکھتے ہیں۔ کہ :۔

" خلیفہ صاحب کو تو کسی امام کا قول معلوم نہیں تھا۔ بلکہ نہیں یہاں اماموں کے سردار کا ارشاد موجود ہے۔ یہ حوالہ اپنا مضمون صاف بتا رہا ہے کہ مباہلین پر تو عذاب فوراً نازل ہوتا اور ایک سال تک کل عیسائی مرجاتے "

اہلحدیث ۴ جنوری ۱۹۱۸ء

یہ ہے مولوی صاحب کی اصل عبارت معہ حوالہ معالم۔ معالم کی اس روایت کو پیش کر کے مولوی صاحب نے یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ اہل نجران پر اسی وقت جبکہ وہ مباہلہ کرتے۔ عذاب نازل ہو جاتا۔ چنانچہ ترجمہ میں انھوں نے اسی مفہوم کو ظاہر کرنے کے لئے اپنی طرف سے الفاظ ڈالنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔

اور بالآخر جو نتیجہ نکالا ہے وہ بھی یہی ہے " کہ مباہلین پر تو عذاب فوراً نازل ہوتا "

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے۔ کہ اس حوالہ سے یہ بات ثابت بھی ہوتی ہے۔ یا نہیں۔

معالم کے اس سارے حوالہ کو پڑھنے سے۔ جس کا ایک حصہ مولوی صاحب نے پیش کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اہل نجران مباہلہ کرنے سے انکار کر چکے تو ان کو لڑائی کے لئے کہا گیا۔ اس سے بھی انھوں نے عاجزی ظاہر کی۔ اور جزیہ دینے کا اقرار کر کے صلح کر گئے۔ تو اس کے بعد رسول کریم صلعم نے بطور تذکرہ کے فرمایا۔ کہ (۱) اگر وہ مباہلہ کرتے تو سور اور بندر بنا دیئے جاتے۔ (۲) اور الوادی آگ سے ان پر بھڑک اٹھتی۔ (۳) اور اللہ نجران اور ان کے اہل کو حتیٰ کہ درختوں کے پرندوں کو ہلاک کر دیتا۔ (۴) اور ایک سال کے اندر اندر تمام روئے زمین کے نصاریٰ ہلاک ہو جاتے۔ صاف ظاہر ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران کے متعلق یہ باتیں اسی وقت فرمائیں جبکہ مباہلہ کے متعلق کسی قسم کی کارروائی ہونا بند ہو چکی تھی۔ اور وہ مصالحت کر گئے تھے۔ نہ کہ اس وقت جب کہ ابھی مباہلہ کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ اس بات کا ہرگز کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اہل نجران کو مباہلہ کی دعوت دی۔ تو اس وقت اس کے سلسنے عذاب کی تعیین بھی کر دی تھی۔ اور انھیں بتا دیا تھا کہ تم پر فوراً اسی جگہ عذاب نازل ہو جائیگا۔ بلکہ جب مباہلہ کا معاملہ ختم ہو چکا۔ اور وہ مصالحت کر گئے تو اس کے بعد آپ نے یہ باتیں بیان فرمائیں اب ایک ایسا شخص جو ان کو سراج الامۃ صلی اللہ علیہ وسلم اور اماموں کے سردار کا ارشاد مانتا ہے۔ وہ یہ تو کہہ نہیں سکتا۔ کہ رسول کریم نے یونہی کہہ دیا۔ بلکہ اسے ماننا پڑے گا۔ کہ آپ نے خدا تعالےٰ سے علم پا کر ان باتوں کا اظہار کیا ہے۔ اور یہ علم آپ نے اسی وقت ظاہر کیا ہے۔ جب اہل نجران مباہلہ سے فرار اختیار کر چکے تھے۔ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ باتیں خاص علم الٰہی کے ذریعہ اور صرف اہل نجران کے متعلق بتائی گئیں۔ اس سے یہ نکالنا کہ ہر ایک شخص کے مباہلہ کا نتیجہ فوراً نکلنا چاہیئے۔ اگر حد درجہ کی نادانی اور جہالت نہیں۔ تو اور کیا ہے۔

اگرچہ معالم کی روایت سے ہمارے نزدیک یہ نہیں نکلتا۔ کہ نصاریٰ نجران کے مباہلہ کنندگان پر فوراً عذاب نازل ہو جاتا جیسا کہ ہم آگے چل کر انشاء اللہ ثابت کریں گے۔ لیکن اگر یہ مان بھی لیا جائے۔ کہ ان سے نجران کے مباہلہ کنندگان پر فوراً عذاب نازل ہونا ثابت ہے۔ تو اس سے یہ کہاں سے نکلا کہ ہر ایک شخص سے " مباہلہ کا اثر فوراً ہونا چاہیئے " روایت کا منشاء تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاص رسول کریم کے لئے بات تھی۔ اور وہ بھی اہل نجران کے متعلق۔ کہ اگر وہ آپ سے مباہلہ کرتے۔ تو ایسا ہوتا۔ اس کو ایک عام قاعدہ کے طور پر پیش کرنا۔ اور مباہلہ کے لئے ضروری شرط قرار دینا۔ حد درجہ کی نادانی ہے۔

اور اگر یہ فرض کر لیا جائے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ آپ کے اس ارشاد سے۔ کہ اہل نجران اگر مباہلہ کرتے۔ تو سور اور بندر بنا جاتے۔ ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہر ایک مباہلہ کا ضروری نتیجہ فوراً نکلنا ضروری ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ۔ ہم نے مولوی ثناء اللہ صاحب سے ان کے اس مباہلہ کے متعلق جو غزنوی مولویوں کے ساتھ قرار پایا ہے۔ جب یہ دریافت کیا تھا کہ اس کے منظور کرتے ہوئے آپ نے اپنے مخالفین پر فوراً عذاب نازل ہونے کا کیوں اعلان نہیں کیا۔ اور کیوں ان کے بندر اور سور بننے کی شرط نہیں لگائی۔ تو اس کا انھوں نے یہ جواب دیا ہے۔ کہ :۔

" بندر اور سور بننا خدا کی مشیت پر موقوف ہے "

اہلحدیث ۸۔ مارچ ۱۹۱۸ء

مباہلہ کا اثر فوراً ظاہر ہونے کو جسے ان کے نزدیک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ... ... ایک مباہلہ کے لئے ضروری قرار دیا ہے۔ بالکل کھا گئے ہیں۔ اور اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں ہے۔ کہ انھیں خود بھی اس پر ایمان نہیں ہے۔ کہ مباہلہ کا اثر فوراً ہونا چاہیئے۔ اور محض دھوکہ دہی اور چالبازی کے طور پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے الفاظ کے جواب میں ایک ایسا حوالہ

پیش کرتے ہیں۔ جس سے ہرگز یہ نہیں نکلتا۔ کہ جھوٹے مباہل پر عذاب اُسی وقت نازل ہونا چاہیئے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ جب وہ خود مباہلہ کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ تو اس بات کا ذکر تک نہیں کرتے۔ اور باوجود دریافت کرنے کے اسے بالکل ہضم کر جاتے ہیں۔ اب ہم انھیں پھر توجہ دلاتے ہیں۔ کہ اگر ان کے نزدیک معالم کے حوالہ سے ثابت ہے۔ کہ "عذاب اُسی وقت نازل ہونا چاہیئے" اور یہ کہ "امام الائمہ سراج الامتہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے" اور اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح کا یہ فرمانا غلط ہے۔ کہ "اُمت اسلامیہ کے کسی امام نے بھی اس بات کو تسلیم نہیں کیا۔ کہ مباہلہ کا اثر فوراً ہونا چاہیئے" تو وہ بتائیں کہ جو مباہلہ ان کے اور غزنویہ کے درمیان ہوگا اس کا نتیجہ بھی فوراً نکلیگا۔ یا نہیں اگر نہیں تو کیوں۔ اور اگر نکلیگا تو کیا۔ جب تک اس بات کا جواب نہ دیا جائیگا۔ اس وقت تک مباہلہ کا نتیجہ فوراً نہ نکلنے کے خلاف معالم کا حوالہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اور صرف حوالہ کو پیش کرنا اور اپنے مباہلہ کے اثر کے متعلق کوئی جواب نہ دینا ثابت کرتا ہے کہ اس حوالہ پر مولوی صاحب کو خود بھی یقین اور ایمان نہیں ہے۔ پھر ہم مولوی صاحب سے پوچھتے ہیں۔ کہ اگر آپ کے نزدیک معالم کا حوالہ ہر ایک مباہلہ کے لئے قاعدہ کے طور پر ہے۔ اور صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے مخصوص نہیں ہے اس لئے اس سے یہ نکلتا ہے کہ مباہلہ کا اثر فوراً ہونا چاہیئے تو پھر یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے ساتھ ہی رسول کریم نے جو دوسری باتیں اہل نجران کے مباہلہ کے نتیجہ کے طور پر بیان فرمائی ہیں۔ وہ بھی ہر ایک مباہلہ کے نتیجہ میں ظہور پذیر ہوں۔ جو بالفاظ مولوی ثناء اللہ صاحب یہ ہیں۔ کہ :-

"(۱) وہی جنگل۔ ان پر آگ کا جنگل بن جاتا۔

(۲) اللہ تعالیٰ اہل نجران اور ان کے متعلقین کا ستیاناس کر دیتا۔ (۳) اور باقی عیسائی بھی۔ جو اس مباہلہ میں شریک نہ ہوتے۔ سارے کے سارے ایک سال میں مرجاتے"۔

اب چاہیئے کہ جو بھی مباہلہ ہو۔ اس میں سچے فریق کے مقابلہ پر کھڑے ہونے والے فریق پر۔ یہ ساری آفات نازل ہوں۔ اول جس جگہ مباہلہ ہو۔ وہ ان پر آگ کا جنگل بن جائے۔

دوم یہ کہ ان کے اہل وعیال۔ حتیٰ کہ وہاں کے درختوں کے پرندے تک ہلاک ہو جائیں۔ سوم یہ کہ اس فریق کے روئے زمین پر جتنے بھی لوگ ہوں۔ خواہ انھیں مباہلہ ہونے کا علم ہو یا نہ ہو۔ وہ بھی ایک سال کے اندر اندر سارے کے سارے ہلاک ہو جائیں۔ اور ان میں سے ایک متنفس بھی باقی نہ رہنے پائے۔ پہلے تو ہم نے مولوی صاحب سے صرف یہی مطالبہ کیا تھا۔ کہ وہ بتائیں کہ جب ان کے نزدیک جھوٹے مباہل پر فوراً عذاب نازل ہونا چاہیئے۔ تو کیا جس فریق کے ساتھ وہ مباہلہ کا اعلان کر چکے ہیں۔ اس پر مباہلہ کرتے وقت فوراً ہی عذاب نازل ہوگا یا نہیں۔ اس کا اُنھوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور لکھدیا ہے کہ ہمارے معالم کے حوالہ کا تم سے کوئی جواب بن نہیں آیا۔ اب ہم ان کے سامنے معالم کے حوالہ کو پیش کر کے دریافت کرتے ہیں۔ کہ جب وہ ہمارے مقابلہ میں اس کے ایک فقرہ سے یہ نکالتے ہیں۔ کہ مباہلہ کا اثر فوراً ہونا چاہیئے۔ تو کیا وہ بقیہ حوالہ کو بھی درست ماننے کے لئے تیار ہیں۔ اور اگر تیار ہیں۔ تو کیا بتلائیں گے کہ غزنویہ کے ساتھ جوان کا مباہلہ ہونا قرار پایا ہے۔ اس میں دنیا کو یہ نظارہ دیکھنے میں آئیگا۔ کہ لاہور کی مسجد چینیاں سے جس کو اُنھوں نے مباہلہ کے لئے تجویز کیا ہے۔ مباہلہ کرتے ہی آگ کے شعلے نکلنے لگ جائیں گے اور سب کو جلا کر بھسم کر دیں گے۔ (اس کے متعلق ہم مولوی صاحب کو ہمدردیٔ خلائق کی وجہ سے ایک مشورہ دیتے ہیں۔ ان کا جی چاہے تو مان لے۔ ورنہ خیر اور وہ یہ کہ مسجد چینیاں ایسی جگہ واقع ہے کہ ان کے مباہلہ کرنے کے وقت جب اس میں آگ کے شعلے بھڑکے تو پھر ان کا بجھانا ناممکن ہو جائیگا۔ کیونکہ وہ شعلے ایسے نہ ہونگے جو فائر بریگیڈ کے ذریعے بجھائے جاسکیں اس لئے سارے شہر کا ہی صفایا ہو جائیگا۔ اور ممکن ہے۔ اس وجہ سے انھیں گورنمنٹ مباہلہ کرنے سے ہی روک دے۔ یا شہر کے لوگ ہی اس بات سے آگاہ ہو کر مباہلہ کے لئے ہاتھ اُٹھانے سے پہلے ہی ان کا کچومر نکال کر رکھدیں۔ اس لئے انھیں چاہیئے کہ کسی ایسی مقام کو مباہلہ کے لئے منتخب کریں۔ جو آبادی سے بہت دور ہو۔ اور پھر اس خود بھڑکائی ہوئی آگ سے بچکر نکل آنے کا بھی سامان کرلیں۔)

پھر مباہلہ کرنے والے کے اہل وعیال۔ حتیٰ کہ ان کے علاقہ کے درختوں پر رہنے والے پرندے بھی ہلاک ہو جائیں گے۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہوگی کہ آپ کے مخالفین کا وہ گروہ جس کے کسی فرد سے آپ کا مباہلہ ہوگا۔ ایک سال کے اندر اندر صفحۂ عالم سے نابود ہو جائیگا۔

براہ مہربانی ان باتوں کا صاف اور واضح جواب دیجیئے۔ اودھر اُدھر کی باتوں میں اصل مطلب کو ضائع نہ کیجیئے۔ تاکہ دنیا کے ملاحظہ میں ایک ایسا عجوبہ آجائے جو آج تک کسی نے نہیں دیکھا۔ جب آپ کی طرف سے ان باتوں کے معرض وقوع میں آنے کا اعلان کر دیا جائیگا اُسی وقت آپ کا وہی مباہلہ جو غزنویہ سے قرار پایا ہے بحال رہا تو نبھا۔ اسی کے ذریعہ ایسا کر دکھلائیے۔ ورنہ اگر آپ کا فریق مخالف تیار نہ ہو۔ تو ہمیں اطلاع دیجیئے۔ ہم آپ سے مباہلہ کرنے کے لئے کسی کو کھڑا کر دیں گے۔ اور کھڑا بھی کسی عیسائی صاحب کو کریں گے۔ تاکہ آپ یہ بھی عذر نہ کرسکیں۔ کہ رسول کریم نے عیسائی مباہلہ کنندگان کے متعلق یہ باتیں بیان فرمائی تھیں۔ اس لئے جب تک میرے مقابلہ میں بھی کوئی عیسائی کھڑا نہ ہو اُس وقت تک رونما نہیں ہوسکتیں۔ اور اس بات کی تو آپ کو ضرورت ہی نہیں۔ کہ مباہلہ پر کھڑا ہونے والا کوئی خاص حیثیت رکھتا ہو۔ یا کسی گروہ کا قائم مقام ہو کیونکہ آپ جس مباہلہ کے لئے کھڑے ہونگے۔ اس کا نتیجہ آپ کے مسلمات کے رو سے نہ صرف یہ ہوگا۔ کہ جو آپ کے مقابلہ پر آئیگا فوراً ہلاک کیا جائیگا۔ بلکہ اس کے اہل وعیال بھی ہلاک ہونگے۔ اس کے علاوہ ایک سال کے اندر اندر اس کے تمام ہم خیال اور ہم عقیدہ صفحۂ دنیا سے مٹ جائیں گے۔ پس جب آپ کے مباہلہ کرنے کا یہ نتیجہ ہونا ہے۔ تو پھر خواہ کوئی ہو اس سے مباہلہ ہوسکتا ہے۔

پھر آپ کو یاد ہوگا۔ کہ آپ نے ایک زمانہ میں اخبار ریاض ہند کے ذریعہ عیسائیوں کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔ حالانکہ آپ کی

حیثیت سوائے ایک معمولی شخص کے۔ اور کچھ نہ تھی۔ پس اس وقت اگر آپ عیسائیوں کو مباہلہ کا چیلنج دے سکتے تھے۔ تو اب ہر ایک عیسائی کا چیلنج بھی منظور کر سکتے ہیں۔ اس لئے جلدی کیجئے۔ اور جن باتوں کے متعلق ہم نے دریافت کیا ہے۔ ان کا فوراً جواب دیجئے۔ تاکہ آپ کی وہ دیرینہ آرزو بر آئے۔ اور جیسا کہ ہم اپنے کسی گذشتہ پرچہ میں لکھ چکے ہیں یہ ایک اتنی بڑی اسلامی صداقت آپ کے ذریعہ ظاہر ہو گی کہ پھر کسی مذہب والے کو اس اسلام کے حق پر ہونے کو آپ پیش کرتے ہیں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں رہیگا۔

اہلحدیث پر میرا سوال اب بھی قائم ہے

میں نے الفضل نمبر ۷۹/۵ میں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب سے پوچھا تھا کہ جب وہ مجرد لفظ لعنت سے بلا تعیین مباہلہ کر سکتے ہیں۔ تو حضرت مسیح موعود سے کیوں تعیین عذاب پر مصر تھے۔ اور بغیر اس کے مباہلہ نہیں کرتے تھے۔ اور جب مباہلہ کرنے والے کاذب فریق کا فی الفور سؤر بندر بن جانا ضروری ہے۔ تو کیا ہم امید رکھیں کہ آپ دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کو بعد از مباہلہ بندر یا سؤر بنا ہوا دیکھ لیں گے۔ اس کا جواب مولوی ابوالوفا صاحب سے کچھ بن نہیں آیا۔ فرماتے ہیں میں نے تو ایک امام کا مذہب بیان کیا۔ بہت اچھا صاحب آپ جس امام کا چاہیں مذہب بیان کریں ہم تو پوچھتے ہیں کہ مباہلہ کا اثر فی الفور ہونا چاہیئے۔ اور مباہلہ کرنے والے فریق کاذب کا بندر یا سور بننا ضروری ہے۔ اس کے ساتھ آپ کو بھی اتفاق ہے یا نہیں۔ اگر ہے۔ تو پھر ضرور ہے کہ آپ بھی جس کے ساتھ مباہلہ کریں اس کا انجام آپ کے صادق ہونے کی صورت میں یہی ہو۔ اور اگر یہ مذہب درست نہیں تو پھر آپ نے حسن نظامی کی اعانت علی الاثم والعدوان کی اور جب آپ کے دہلوی ہم مذہبوں نے اصرار کیا تھا کہ مباہلہ ہم احمدیوں سے جب کریں گے کہ بعد مباہلہ بندر اور سؤر بن جائیں۔ اسوقت آپ کیوں خاموش رہے تھے۔ حالانکہ آپ کا مذہب یہ ہے

"میں نے لعنت کا لفظ باتباع قرآن لکھا۔ باقی رہا بندر سؤر بننا۔ یہ خدا کی مشیت پر موقوف ہے۔ کہ وہ لعنت کے جس فرد کو چاہے پیدا کر دے۔ بندر اور سور کتے تپلے وغیرہ غیر معمولی مرض موت وغیرہ سب لعنت کے افراد ہیں۔ مالک کے حکم سے ان کا وجود ہوتا ہے۔ وہ جونسا فرد چاہے کاذب مباہل پر بھیجدے۔ اس میں کسی کا کوئی حق نہیں"

اہلحدیث ۸- مارچ ۱۹۱۸ء

کیا اب بھی آپ اس مذکورہ بالا مذہب کے مطابق کسی احمدی سے مباہلہ کر سکتے ہیں۔ اگر کر سکتے ہیں تو دیر کیا ہے۔ یہیں میدان ہیں چوگان۔ تعجب آتا ہے کہ اب تو آپ کہتے ہیں کہ لعنت کے افراد مالک کے اختیار میں ہیں۔ جونسا فرد چاہے۔ کاذب مباہل پر بھیجدے۔ لیکن آپ لوگوں کو مباہلہ کے لئے کہا جاتا ہے۔ تو پھر لعنت کے عذاب کی تعیین چاہتے ہو۔ اور پھر تعیین بھی سؤر اور بندر بن جانے کی۔ اور وہ بھی فوراً۔ حالانکہ یہ روایت قرآن شریف کی آیات کے صریح مخالف اور اس لئے ناقابل قبول ہے۔ اور اگر میری یاد خطا نہیں کرتی۔ تو آریہ کے جواب میں آپ نے بھی قردۃ خاسئین۔ اور جعل منھم القردۃ والخنازیر کے یہ معنی تسلیم نہیں کئے تھے کہ وہ فی الواقع بندر و سور بن گئے۔

مباہلہ سے فرار

یہ نوٹ لکھا جا چکا تھا۔ جو ۱۵- مارچ کا اہلحدیث پہنچا اس میں مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب اس چیلنج کے جواب میں (کہ اب بھی اگر ہمت پڑتی ہے۔ تو ہم سے مباہلہ کر لو۔) صاف اپنا عجز ظاہر کرتے ہیں۔ اور اپنے "خوف زدہ" ہونے پر اور ہماری صداقت پر مہر لگاتے ہیں۔ ان فی ذالک لآیات للمتوسمین مولوی صاحب نے اس بات کا جواب نہ دیا کہ جب ان کا مذہب یہ ہے کہ لعنت کے افراد کا مالک کے حکم سے وجود ہوتا ہے جونسا فرد چاہے کاذب مباہل پر بھیجدے۔ تو پھر وہ حضرت مرزا صاحب سے کیوں تعیین عذاب پر مصر تھے۔ اور پریوی کونسل میں کونسا مقدمہ انھوں نے جیتا۔ جواب ہم سے مباہلہ کرنے میں مانع ہے۔ کیا آپ کا اور حضرت مرزا صاحب کا کوئی مباہلہ ہو چکا ہے؟ (اپنی مباہلہ کی تعریف بھول نہ جانا۔) جواب پھر مباہلہ نہیں کرتے؟ ہاں ایک دعا حضرت اقدس کی شائع ہوئی تھی۔ جس کے بارے میں آپ نے اعلان کیا تھا کہ یہ تحریر تمھاری مجھے منظور نہیں۔ اور نہ کوئی دانا منظور کر سکتا ہے۔ پس آپ اب کیوں اپنے منہ سے آپ نادان بنتے ہیں۔ خیر ہم زیادہ اصرار نہیں کرتے۔ کیونکہ ہم سمجھ گئے کہ یہ ہندو کے لڑکے والی بات تھی۔ اور صرف گھر والوں کو آپ ڈرا رہے تھے۔ (اکمل)

حسن نظامی کی خلاف بیانیاں

حضرت فضل عمر کو مباہلہ کا چیلنج دیکر اپنے زہد و تقوی کی جو پردہ دری خواجہ حسن نظامی نے اپنے ہی ہاتھوں سے کی ہے۔ اس کی تفصیل تو پھر کسی وقت ہدیہ ناظرین ہوگی فی الحال دو باتیں قابل توجہ ناظرین ہیں۔

سب سے اول خواجہ حسن نظامی جوان روپے والی عورت رشوت میں کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ

"لکھنؤ سے ایک دولتمند بیگم کا خط میرے نام آیا × × میں نے جواب لکھدیا.....

اس کے جواب میں ان بیگم صاحبہ کا خط آیا کہ میرا پہلا خط واپس کر دو۔ میں خط واپس کرنے کو تھا کہ لکھنؤ سے میرے احباب نے اطلاع دی کہ یہاں قادیانوں نے کوئی فرضی چال آپ کے خلاف چلی ہے۔ یہ اطلاع دیکھ کر میں نے خط روک لیا۔ اور تحقیقات

شروع کردی ..... میں ان خطوط کو پولیس کے سپرد کردونگا" (پیغام ۲۰ - فروری)

عبارت مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ (۱) وہ خط حسن نظامی کے پاس محفوظ ہے - (۲) اور عمداً روکا گیا ہے - (۳) اور آپ اسے پولیس کے سپرد کرنے والے ہیں - لیکن آپ کاظمی بانو کو خط میں لکھتے ہیں :-

" تمھارا سابقہ خط میں نے چاک کر دیا - ورنہ بھیج دیتا "

کیا یہ دو باتیں صریح متناقض نہیں - کہ "(۱) خط چاک کروا دیا ہے" - اور "(۲) خط میں نے عمداً روک لیا ہے - پولیس کے سپرد کردونگا" - کیا ایک متقی اور صوفی کی شایان شان یہ امر ہو سکتا ہے - کہ وہ یوں صریحاً خلاف بیانی سے کام لے - اگر یہ کہا جائے کہ جواب دلوانے کے بعد خط باقی نہیں رکھا جاتا - محرر سے دریافت کیا - اور مل گیا - تو پھر چاک کر ادیا کہنا صریح جھوٹ ہے - جبکہ یہ امر ابھی تحقیق طلب تھا کہ چاک ہوا بھی ہے یا نہیں - محرر بھی ہر سے آپ کے پاس ہی رہتے ہیں اس خط کا جواب لکھنے کے وقت بھی اس سے دریافت ہو سکتا تھا - پھر کاظمی بانو سے یہ وعدہ بھی چھپا ہوا موجود ہے - کہ اگر مل گیا تو بھیج دونگا - سو کیا یہ وعدہ جناب خواجہ صاحب نے ایفاء فرمایا ؟ - اور کیا وعدہ کی عدم ایفاء کس نیک کا کام ہے -

دوسری خلاف بیانی

آپ ۱۴ - فروری کے ہمدم میں چھپواتے ہیں - اور اس سے پہلے بھی اعلان کر چکے ہیں - کہ خطوط پولیس کے سپرد کئے جا چکے ہیں - ہمدم میں تو یہاں تک لکھدیا کہ

" مہربانی کر کے اس تحریر کا اصل مسودہ محفوظ رکھئے - جو آپ نے چھاپی ہے .... بہت ممکن ہے - کہ پولیس کو آپ کے ہاں بھی مسودہ دیکھنے کی ضرورت پیش آئے "

۲ - " مسودہ ہو تو اس کو بھی محفوظ رکھئے کہ پولیس کو آپ کے ہاں بھی مسودہ دیکھنے کی ضرورت پیش آئیگی -

میں نے کاظمی بانو کے اصلی خطوط کا عکس پولیس کو دیدیا ہے - امید ہے - کہ آپ اطلاع عوام کے لئے - یہ کارڈ درج ہمدم فرمائیں گے -

اس عبارت کو پڑھکر اس بات میں ذرا بھی شک نہیں رہتا کہ جناب خواجہ صاحب (ا) خطوط حوالہ پولیس کر چکے ہیں - (ب) پولیس اپنی کارروائی شروع کر چکی ہے - (ج) اس کی کارگذاری کی رپورٹ باقاعدہ خواجہ صاحب کی سرکار میں پہنچ رہی ہے - اور آپ اسے باضابطہ ہدایات دے رہے ہیں - اور اسی بنا پر آپ ایڈیٹر ہمدم کو بعض مسودے محفوظ رکھنے کا ارشاد فرماتے ہیں چنانچہ اس بات پر یقین کر کے - ایڈیٹر ہمدم کو ایک درخواست دینی پڑتی ہے کہ ایک روزانہ اخبار کے ایڈیٹر کی مصروفیت کا لحاظ کر کے اسے عدالت کی حاضری سے معاف رکھا جائے لیکن ہم حیران رہجاتے ہیں جبکہ اسی تاریخ کے قریب کے ستارہ صبح میں جناب خواجہ صاحب اپنے قلم صداقت رقم سے اعلان فرماتے ہیں کہ "میں نے تمام اصلی خطوط ایڈیٹر صاحب اخبار روش کے پاس رجسٹری کر کے بھیج دئیے ہیں - ...... میں نے یہ خط پولیس کو دینے چاہے تھے - بلکہ ایک دوست ان کو داخلہ پولیس کے لئے مجھ سے لے بھی گئے تھے - مگر میں نے پھر ان کو واپس منگوا لیا - پہلے آپ حضرات ان کو دیکھ لیں - اس کے بعد دوسری کارروائی کی جائیگی - اگر ضرورت سمجھی گئی تو خواجہ صاحب کا وہ فرمان کہ خطوط پولیس کے سپرد ہو چکے ہیں - تحقیقات کا سلسلہ جاری ہے ایڈیٹر ہمدم بھی گواہی کے لئے تیار رہیں اور جعلی خطوط لکھنے والے بھی کیفر کردار کو پہنچنے والے ہیں اور کہاں یہ بات کہ میں نے یہ خطوط پولیس کو دینے چاہے تھے (نہ کر دئیے) اور آپ کا چاہنا بھی ایسا تھا کہ ایک دوست آپ سے دگویا زبردستی) لے گئے - مگر پھر خواجہ صاحب نے ان سے واپس منگوا لئے - اور یوں اپنی بے پناہ تلوار سے لکھنؤ کے نازنینوں کو بھی بچا لیا - اور پھر یا تو وہ زور شور کہ آپ نے پہلے ہی مضمون میں اعلان کیا کہ اب یہ معاملہ عدالت میں جائیگا - اور یا یہ صورت معاملہ کہ اگر ضرورت سمجھی گئی تو دوسری کارروائی کی جائیگی - کیا خواجہ صاحب کے دونوں بیان پڑھکر یہ یقین نہیں ہو جاتا - کہ آپ صرف گیدڑ بھبکیوں سے کام لے رہے تھے - اور در اصل کچھ بھی نہ تھا (باقی)

ایک غیر احمدی کے اعتراض کا جواب

دربارہ حج حضرت مرزا صاحب

آپ نے حضرت مسیح موعود کے حج کے بارے میں دریافت کیا ہے - واضح ہو کہ شریعت اسلام میں حج کے لئے کچھ شرائط ہیں - جو من استطاع الیہ سبیلا میں درج ہیں - اب معترض کو پہلے ثابت کرنا چاہئے کہ حضرت مرزا صاحب نے ان شرائط کی موجودگی میں باوجود عدم موانع حج نہیں کیا -

۱ - کیا آپ کے پاس زاد راہ تھا

۲ - کیا آپ کے لئے امن تھا -

ہرگز نہیں مولویوں نے تو کفر کا فتویٰ دے رکھا تھا اور مکہ والوں کی زبان سے واجب القتل ٹھہراتے تھے - با ایں ہمہ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ حضرت اقدس کی طرف سے مولانا حاجی حافظ احمد اللہ خان صاحب نے حج ادا کر دیا ہے - حضرت ام المومنین نے اپنے خرچ پر ان کو حج کے لئے بھیجا -

اور اگر یہ کہا جائے کہ صحیح مسلم میں آنے والے مسیح کے لئے حج کرنا لکھا ہے تو واضح ہو کہ صحیح البخاری میں ایک حدیث ہے - جو باب التلبیہ اذا انحدر فی الوادی میں مذکور ہے - اما موسیٰ کانی انظر الیہ اذا انحدر فی الوادی یلبی میں موسیٰ کو دیکھ رہا ہوں - جب وہ وادی میں تلبیہ کہتے اتر رہے ہونگے -

جیسے حضرت موسیٰ کا حج ہے۔ ویسے ہی حضرت عیسیٰؑ کے حج کا ذکر صحیح مسلم میں ہے۔ اور حضرت موسیٰ کے حج کا اس سے اصح کتاب بخاری میں ہے۔ ایسے ہی کنز العمال کتاب الفضائل میں ہے کانی انظر الی یونس علی ناقۃ خطامھا لیف و علیہ جبۃ من صوف وھو یقول لبیك اللھم لبیك۔ میں حضرت یونس کو دیکھ رہا ہوں اون کا جبہ پہنے۔ ایسی اونٹنی پر سوار ہیں۔ جس کی مہار اون کی ہے۔ اور لبیک اللھم لبیک کہہ رہے ہیں۔ یہ پیشگوئیاں ہیں۔ بتاؤ یہ کیونکر پوری ۔ ۔ ۔ ۔ ہوئیں۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ کو کشف میں حج کرتے دیکھا۔ اگر کہو کہ حضرت موسیٰ و حضرت یونس تو فوت ہو چکے تو حضرت عیسیٰ بھی قرآن مجید سے ثابت ہے۔ کہ فوت ہو گئے۔ علم الرویاء کی کتابوں میں دیکھنا چاہئے کہ کسی کو حج کرتے دیکھیں تو کیا مراد ہوتی ہے۔ وہی مراد مسیح موعود کے حج کی ہوگی۔ (اکمل)

صادق ٹریکٹ سیریز

جناب مفتی صاحب نے ایک ٹریکٹ لکھا ہے مشتمل برحالات سفر لندن و شہر لنڈن، جس کے آخر میں تمام ان نومسلموں کے نام ہیں۔ جو اب تک احمدی سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ جسے چھپوا کر ان کے حسب الارشاد تمام سابق خریدان صادق کے نام مفت بھیجدیا گیا ہے۔ اب جو صاحب اسے خود دیکھنا چاہیں۔ یا عوام میں بغرض تبلیغ اسے شائع کرنا چاہیں۔ تو وہ ارزنی ٹریکٹ کے حساب سے منگوالیں۔ محصول علاوہ۔ جو ایک "تا آٹھ نصف آنہ ہے۔

(منتظم ٹریکٹ سیریز صادق
قادیان)

انگلستان کا خط

خواجہ کمال الدین کے اخلاق

ونٹ نور میں تبلیغ

بیت المقدس بیت المقدس کے داخلہ پر اس ملک میں بہت خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ میں نے ایک یہاں کے اخبار میں اس پر ایک آرٹیکل دیا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ یہ وعدے کی زمین ہے۔ جو یہود کو عطا کی گئی تھی۔ مگر نبیوں کے انکار اور بالآخر مسیح کی عداوت نے یہود کو ہمیشہ کے واسطے وہاں کی حکومت سے محروم کر دیا۔ اور یہود کو سزا کے طور پر حکومت رومیوں کو دی گئی۔ جو بت پرست قوم تھی۔ بعد میں عیسائیوں کو ملی۔ پھر مسلمانوں کو جن کے پاس ایک لمبے عرصہ تک رہی۔ اب اگر مسلمانوں کے ہاتھ سے وہ زمین نکلی ہے۔ تو پھر اس کا سبب تلاش کرنا چاہئے۔ کیا مسلمانوں نے بھی کسی نبی کا انکار تو نہیں کیا۔ کیا اُن کے درمیان بھی کوئی مسیح تو نہیں آیا جس کے قتل کے وہ درپے ہوئے۔ مسلمانوں کے واسطے قابل غور ہے انگریزی زبان میں ایک مثل ہے۔ کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ وہی پہلے سے حالات پھر پیدا ہوتے ہیں اسی واسطے قرآن شریف میں پہلے لوگوں کے حالات اور اُن کے انجام کا بہت تذکرہ ہے۔ سلطنت برطانیہ کے انصاف اور امن اور آزادی مذہب کو ہم دیکھ چکے۔ آزما چکے ہیں۔ اور آرام پا رہے ہیں۔ اس سے بہتر کوئی حکومت مسلمانوں کے لئے نہیں اس زمانہ میں کوئی مذہبی جنگ نہیں۔ ہاں ہم اپنے نیک نمونے اور روحانی کشش سے یورپ کو مسلمان بنالیں تو پھر ساری حکومتیں ہماری ہی ہیں۔ اور اس میں اسلام کی آئندہ بہتری کی اُمیدیں ہیں۔ اس اخبار کے چند پرچے بعض احباب کے لاحظہ کے واسطے ہندوستان بھیجے گئے ہیں۔

خواجہ صاحب خواجہ کمال الدین صاحب کو جو چیلنج دیئے گئے تھے۔ کہ صداقت خلافت حضرت محمود پر مباحثہ یا مباہلہ کریں۔ اور ہمارے نومسلموں کے دستخط اور ایڈریس ہم سے دیکھ لیں۔ اور اپنوں کے دکھائیں۔ اس کا اُنھوں نے کوئی جواب تاحال عاجز کو نہیں لکھا۔ قاضی صاحب کو دو دفعہ اپنے مکان پر بلایا۔ وہ عرب صاحب کے ساتھ گئے۔ مگر عین وقت پر خواجہ صاحب روپوش ہو جاتے رہے۔ اور قاضی صاحب اور عرب صاحب تین تین گھنٹہ ان کے مکان پر بیٹھ کر چلے آتے رہے۔ میرے یہاں آنے پر پھر قاضی صاحب کو بلایا۔ مگر اُنھوں نے کہلا بھیجا ہے۔ کہ آپ کا اعتبار نہیں۔ دو دفعہ ہم نے وقت ضائع کیا۔ اور رات کی سردی کھائی۔ اب آپ ہمارے مکان پر تشریف لا دیں۔ یہاں گفتگو ہو جائیگی۔ یہ صرف قاضی صاحب کو وہ بلاتے ہیں مگر عاجز کے ساتھ نہ گفتگو چاہتے ہیں۔ نہ کسی خط اور چیلنج کا جواب تک لکھنے کی جرأت ہے۔

ایک خط سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میرے ونٹ نور آنے کے بعد خود تو قاضی صاحب کو بلا بھیجا۔ اور اپنے ایک دوست سے قاضی صاحب کو خط لکھوا دیا۔ کہ اگر تم خواجہ کے مکان پر آؤ گے۔ تو میں تم کو ماروں گا۔ اور ذلیل کرونگا۔ یہ خط بھی محفوظ ہے۔ جو خواجہ صاحب کی اُس اخلاقی تعلیم کی خوبی ظاہر کرتا ہے۔ جو وہ اپنے نومسلم انگریزوں کو دے رہے ہیں۔

انکار خلافت نے ان لوگوں کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا ہے۔ ہر امر میں گرے ہوئے۔ اور ذلیل خیالات پر جلد آ جاتے ہیں۔ اور تنگ خیالی کی بینظیر مثال اپنے اخلاق سے پیش کرتے ہیں۔

پیغامیوں کی تنگ خیالی اور کیوں نہ ہو جب اُن کی تنگ خیالی خود اللہ پاک اور اللہ کے پیارے رسول پر حملہ کر رہی ہے۔ کیسی عیسائیوں کے ساتھ ان لوگوں نے مشابہت پیدا کر لی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ ایک عیسیٰ خدا کا بیٹا ہو گیا بس اب کوئی خدا کا بیٹا ہو ہی نہیں سکتا۔ حالانکہ

تمام بائیبل پورانا اور نیا عہدنامہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ جن معنوں میں عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے۔ ان معنوں میں بہت ہوئے اور ہونگے۔ ایسا ہی اب پیغامی اصحاب ہیں۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر ایسا ناپاک حملہ کرتے ہیں۔ کہ ان کے ظہور نے فیض نبوت کے دروازے کو قطعاً بند کر دیا۔ نہ اب خدا میں طاقت ہے کہ کسی کو نبوت دے۔ اور نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کبھی اس لائق ہے۔ کہ اس میں کسی کو نبوت مل جائے۔ اور اگر مل جائے تو آنحضرت کی ہتک ہو جائے۔ نادان دوست یہ بھی نہیں سوچتے کہ ہزارہا انبیاء آپ سے قبل دنیا میں ہوئے۔ اور ان کا وجود آپ کے لئے موجب ہتک نہ ہوا۔ تو آپ کی امت کے ایک فرد کو امتی ہو کر اس مقام کو پانا آنحضرت کے واسطے موجب عزت ہوگا۔ یا موجب ہتک۔ بلکہ ہتک تو اس میں تھی۔ کہ امت میں کوئی نبی نہ ہوتا۔ ہائے افسوس۔ یہ یہودا اسکریوطی[1] کے بروز کہاں سے پیدا ہو گئے۔ جو اپنی دنیوی محبتوں اور دوستیوں کی خاطر خدا کے مسیح کو دھوکا بازی کا بوسہ دیکر اپنے آپ کو دوسروں سے بڑھ کر مخلص شاگرد ظاہر کر رہے ہیں۔ شاید انہیں سے بچنے کے لئے یہ دعا سکھلائی گئی تھی کہ نہ ہم یہودی بنیں۔ اور نہ عیسائی بنیں۔ کیونکہ خدا جانتا تھا کہ نہ صرف مسلمانوں میں عیسائیوں کی تائید کرنے والے ہوں گے۔ کہ مسیح زندہ ہے۔ اور مردے زندہ کرتا تھا۔ اور جانور بناتا تھا۔ بلکہ خود پہلے احمدیوں میں سے۔ بعض ایسے گر جابن گئے۔ کہ یہودا کی طرح اپنے آقا پر حملہ آور ہو کر ابتدائی عیسائیوں کا حصہ لیں گے۔ سو یہ مصیبت بھی ہم کو دیکھنی پڑی اور اس پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہیں۔ اور پھر خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود کو تحریک کی کہ وہ ایسی دعا کریں۔ کہ آپ کی جماعت اپنے مسیح کے حق میں غلو کرنے کی بدی میں گرفتار نہ ہو۔ عیسائی امت پر دو ہی مصیبتیں تھیں۔ ایک یہ کہ انھوں نے اپنے مسیح کی بے قدری کی۔ اور یہ فعل خود مسیح کے زمانہ کے بعض عیسائیوں سے سرزد ہوا۔ بدقسمتی سے اس کا نمونہ ہم نے بھی یہاں دیکھ لیا۔ مگر شکر ہے۔ کہ دوسری مصیبت سے بچنے کی ہم کو خوشخبری مل چکی ہے

[1] کیا مولوی محمد علی صاحب اپنے حافظہ سے مدد لیکر یہ بتا سکتے ہیں۔ کہ انھوں نے ایک جلسہ میں سٹیج پہ خواجہ صاحب کے لئے کیا نام پسند فرمایا تھا۔

ونٹ نور میں تبلیغ

یہاں تبلیغ کا کام بہت عرصہ سے کچھ کچھ ہو رہا ہے۔ ایک سردی دوسرا لوگ زیادہ تر پورانے مذہبی خیالات کے۔ ایک لیڈی نے اگلے دن اتفاقاً ذکر کیا۔ کہ اگلے دن آپ نے راستہ میں میری لڑکی کو ایک کتاب دی تھی۔ وہ اُسے پسند آئی۔ اور اُس نے اپنے منگیتر کو فیلڈ پر بھیجکر اُس کو لکھا ہے۔ کہ وہ بھی مطالعہ کرے۔ دو عیسائیوں کے ساتھ مختلف مسائل پر مباحثات ہوئے۔ ہر دو صاحبان لاجواب ہو کر بھاگے۔ یہاں کے ایک کتب فروش نے ہمارا پارہ اول ترجمہ قرآن برائے فروخت لیا ہے۔ اور ایک لوکل اخبار کے ایڈیٹر نے ہمارے ترجمہ پر بہت عمدہ ریویو کیا ہے۔ لکھتے ہیں مشرقی زبان کا یہ شاندار کام سرتاپا دلچسپی سے پُر ہے۔ اور اُس کے مولفین کی خاص جماعت کے ایک ممبر وہ ہیں۔ جن کو اس شہر کے لوگ اُن کے سبز عمامہ کے سبب بخوبی پہچانتے ہیں۔
چند آدمی زیر تبلیغ ہیں۔ اور اُمید ہے کہ جلد انشاء اللہ ان میں سے کسی کے قبول اسلام کی خوشخبری احباب کو پہنچائی جائیگی۔ حاجی عمرالدین صاحب کی ارسال فرمودہ الائچیاں۔ اور حکیم الطاف حسین صاحب کا پارسل دوائی برائے سردی پہنچے۔ کھولنے سے قبل ان کے لئے اور دیگر احباب کے لئے بہت دعا کی گئی۔ (۳۱۔ دسمبر ۱۹۱۷ء)

وزیر اعظم کی قدردانی

بیت المقدس کے متعلق جو میرا مضمون یہاں کے اخبار میں شائع ہوا ہے۔ اس کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں۔ اس کے متعلق وزیر اعظم برطانیہ کی طرف سے اُن کے سکرٹری نے شکریہ کا خط لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ مسٹر لائڈ جارج اس مضمون کی بہت قدر کرتے ہیں۔ انگریزی میں الفاظ ہیں۔
"مچ اپریسیٹیس"
(محمد صادق - از ونٹ نور) ۴۔ جنوری ۱۹۱۸ء

مسیح موعود کے منکر کتاب اللہ کے منکر ہیں
اور
کتاب اللہ کے منکر پکے کافر ہیں

مولوی محمد علی صاحب سے استفسار

مولوی محمد علی صاحب سے میں نے بذریعہ خطوط مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق یہ استفسار کیا کہ:۔

"حضرت مسیح موعود نے جو حقیقت الوحی میں یہ لکھا ہے کہ

"و من اظلم ممن افترا علی اللہ کذبا او کذب بآیاتہ۔ یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں۔ ایک خدا پر افترا کرنے والا۔ اور دوسرا خدا کے کلام کی تکذیب کرنے والا۔ پس جب کہ میں نے ایک مکذب کے نزدیک خدا پر افترا کیا ہے۔ اس صورت میں نہ میں صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا۔ اور اگر میں مفتری نہیں۔ تو بلاشبہ وہ کفر اس پر پڑے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے۔

"اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے منکر صرف حدیث ایما رجل [illegible] لاخیہ کافر فقد باء باحدھما کے ماتحت ہی کافر نہیں۔ بلکہ قرآن شریف کا فتویٰ بھی ان پر یہی ہے۔ چنانچہ الفاظ۔ "جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے" سے صاف ظاہر ہے۔ کیا آپ اس امر کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور کیا

آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ قرآن شریف کے کن الفاظ کا یہ مفہوم ہے۔ پھر کیا وہ الفاظ کسی غیر نبی کے منکروں پر بولے جاتے ہیں یا نہیں؟ - یہ ہے خلاصہ میرے سوال کا جو میں نے مولوی صاحب سے بتاکید دریافت کیا تھا۔ لیکن مولوی صاحب کا جواب آیا۔ کہ مجھے فرصت نہیں میں نے ان کے متعلق اپنی کتابوں میں لکھا ہے آپ وہاں دیکھ لیں۔ مولوی صاحب کی کتابیں تو میں دیکھ ہی چکا تھا مجھے اطمینان کہاں ہو سکتا تھا اس لئے پچھلے دنوں جو مولویصاحب دہلی تشریف لائے۔ تو میں نے ان کا رسالہ تکفیر اہل قبلہ ان کے سامنے کر دیا اور اس میں سے صفحہ، اسے حقیقت الوحی کی مندرجہ بالا عبارت پیش کر کے دریافت کیا کہ مولوی صاحب براہ مہربانی ضرور بتائیں کہ آیت ومن اظلم ممن افترىٰ على الله كذبًا او كذب بآياته کے کون سے حصہ کے ماتحت حضرت مسیح موعود کے منکر آتے ہیں۔ تو مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ میرے نزدیک حدیث کے ماتحت مسیح موعود کے منکر کافر ہوتے ہیں۔ نہ کہ اس آیت کے ماتحت تب میں نے کہا کہ مولوی صاحب یہاں تو لکھا ہے کہ "وہ کفر اس پر پڑے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے"۔ یہ تو نہیں لکھا کہ وہ کفر اس پر پڑے گا۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ اس لئے آپ یہ بتائیں۔ کہ آیت کے کونسے حصہ کا یہ منشا ہے تب مولوی صاحب نے کہا۔ کہ یہ میاں صاحب سے پوچھنا تھا جنہوں نے لکھا ہے کہ یہ آیت اولیاء اللہ کے منکروں کے لئے نہیں ہے۔ اور بات کو ٹال دیا۔ میں نے یہ بھی کہا کہ دیکھو یہاں تو صاف اس آیت کی تفسیر اس طرح موجود ہے۔ کہ بڑے کافر دو ہی ہیں ایک خدا پر افترا کرنے والا (یہ تو ہوا من افترا على الله كذبًا) اور دوسرا خدا کے کلام کی تکذیب کرنے والا (یہ ہوا او كذب بآياته) جس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر مسیح موعود من افترا على الله كذبًا کا مصداق نہیں تو ان کے منکر او كذب بآياته کے مصداق ہیں۔ اور پکے کافر ہیں۔ بس کیا آپ مسیح موعود کے منکروں کو او كذب بآياته کا مصداق مانتے ہیں۔ یا نہیں۔ مولوی صاحب نے اس کا جواب ہی نہ دیا۔ اور بات کو ساتھیوں نے ٹال دیا۔ جس سے مجھے سخت مایوسی ہوئی۔ اور میں نے سمجھ لیا کہ حق طلبی سے مولوی صاحب کو غرض نہیں ہے۔ اس لئے اتنی سیدھی بات کا انکار کر رہے ہیں۔ میں نے یہ بھی کہا کہ مولوی صاحب مجھے اس سوال کی ضرورت اس لئے پیش آگئی ہے۔ کہ عبدالحق وکیل کے سامنے مباحثہ میں اس سوال کا جواب صاف نہیں دیتا۔ اور میں جب پوچھتا ہوں۔ تو کہتا ہے۔ کہ مرزا صاحب کے منکر آیت زیر بحث کے حصہ اول من اظلم ممن افترىٰ على الله كذبًا کے مصداق ہیں۔ اور یہ اس کی کم علمی کا سبب ہے۔ اس لئے آپ صاف صاف فرماویں کہ آیا مرزا صاحب کے منکر آیت کے پہلے حصہ کے مصداق ہیں یا دوسرے کے۔ تو بھی مولوی صاحب نے فرمایا کہ مرزا صاحب کے منکر حدیث کے ماتحت آتے ہیں۔ نہ اس آیت کے۔ میں بہت ہی پریشان ہوا کہ کس طرح مولوی صاحب کو سمجھاؤں۔ کیونکہ سوئے ہوئے کو تو بیدار کرنا سہل ہے۔ لیکن جاگتے ہوئے کو کون جگا سکتا ہے۔

مجھے مولوی صاحب سے گفتگو کرتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مولوی صاحب الفاظ

"وہ کفر اس پر پڑیگا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے"۔

کی یہ تاویل کرنا چاہتے ہیں کہ

"ویسا کفر اس پر پڑے گا۔ جیسا کہ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے خود بیان فرمایا ہے"

گویا کہ اللہ تعالیٰ کا اپنا بیان کفر کی قسم کے متعلق ہے نہ کہ کسی پر کفر کے لوٹ کر پڑنے کے متعلق۔ مگر یہ تو وہ مفہوم ہے۔ جس کے متحمل حقیقت الوحی کے وہ الفاظ کسی طرح ہو ہی نہیں سکتے۔ اس طرح تو سیاق و سباق سب الٹ جاتا ہے۔ اور یقیناً کوئی اہل علم اس تاویل کو جو در اصل تاویل نہیں ہے۔ بلکہ صریح الحاد ہے۔ قبول نہیں کرے گا۔ کیونکہ عبارت مسیح موعود واضح ہے۔ اور صرف اس کا ایک دفعہ پڑھ لینا ہی اس غلط تاویل کو باطل بنا دیتا ہے۔ مگر چونکہ مولوی محمد علی صاحب نے اس تاویل پر چنداں زور نہیں دیا۔ اس لئے میں سر دست اور اس پر کچھ نہیں کہتا۔ ہاں اگر مولوی صاحب نے پھر یہ عذر پیش کیا۔ تو انشاء اللہ اس پر پوری پوری روشنی ڈالی جائیگی۔

مسیح موعود کے منکر کتاب اللہ کے منکر ہیں

اگرچہ مولوی محمد علی صاحب نے دانستہ جواب دینے سے پہلو تہی کی ہے لیکن اس سے انکار کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ بلکہ نقصان ہے۔ کیونکہ ان کے صاف جواب نہ دینے سے ہر شخص کو خیال پیدا ہوگا۔ کہ کچھ تو دال میں کالا ضرور ہے۔ اور ادھر ہم انشاء اللہ اپنے منشا کو حضرت مسیح موعود کے الفاظ سے مبرہن کر ہی لینگے چنانچہ مذکورہ بالا عبارت حقیقت الوحی پر حضرت اقدس نے مندرجہ ذیل نوٹ دیا ہے۔

"ظالم سے مراد اس جگہ کافر ہے۔ اس پر قرینہ یہ ہے کہ مفتری کے مقابل پر مکذب کتاب اللہ کو ظالم ٹھیرایا ہے۔ اور بلاشبہ وہ شخص جو خدا تعالےٰ کے کلام کی تکذیب کرتا ہے کافر ہے۔ سو جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ مجھے مفتری قرار دیکر مجھے کافر ٹھیراتا ہے اس لئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے"

مولوی صاحب نے بھی اس نوٹ کو تکفیر اہل قبلہ میں درج کیا ہے۔ اور اس پر لکھا ہے کہ

"اس جگہ نیچے ذیل کا حاشیہ دیا ہے۔ وہ اس کے ساتھ ملا کر پڑھنے کے قابل ہے"

میں اس جگہ مولوی صاحب کی تائید کرتا ہوں۔ کہ واقعی حقیقت الوحی کی پہلی عبارت جسے میں پہلے لکھ چکا ہوں کے ساتھ ملا کر یہ حاشیہ پڑھنے کے قابل ہے۔ کیونکہ یہاں صفائی سے مسیح موعود نے یہ بتا دیا ہے کہ "مفتری علی اللہ کے مقابل مکذب کتاب اللہ" ہے اور مکذب کتاب اللہ وہ ہے۔ جو خدا کے کلام کی تکذیب کرتا ہے۔ اور یہ سارا ترجمہ ہے "او كذب بآياته" کا

اور مسیح موعود فرماتے ہیں کہ میں مفتری نہیں ہوں- پس جو مجھے مفتری قرار دیتا ہے- وہ کافر ہو جاتا ہے- اس کی وجہ وہ کسی حدیث کو بیان نہیں کرتے- بلکہ اپنے منکروں کا مکذب آیات اللہ ہونا بیان کرتے ہیں- اور صاف فرماتے ہیں کہ

"اگر میں مفتری نہیں- تو بلاشبہ وہ کفر اس پر پڑے گا- جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے"

یہی وہ بات تھی جسے مولوی محمد علی صاحب منہ سے نکالتے ہوئے ڈرتے تھے- مگر حق کھل گیا- اب اس کا انکار سوائے ضد کے اور کچھ نہیں-

کتاب اللہ

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے- کہ جب حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ "من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب" یعنی میں صاحب کتاب رسول نہیں ہوں- تو پھر مسیح موعود کے منکر مکذب کتاب اللہ کس طرح ہوئے تو اس کا ازالہ اس طرح ہے- کہ یہاں پر کتاب اللہ سے مراد صرف آیات اللہ ہیں- اور آیات اللہ کا ترجمہ کتاب اللہ کیا ہے- جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں- اور یہ شان وحی نبوت کی ہے- اور ان معنوں میں ہر نبی کی وحی کو اگر آیات اللہ یا کتاب اللہ یا کلام اللہ کہا جاوے- تو کوئی حرج نہیں- بلکہ مولوی محمد علی صاحب تو النبوت فی الاسلام میں اس امر پر مصر ہیں کہ ہر نبی صاحب کتاب ہوتا ہے- اور فرماتے ہیں کتاب سے مراد وہ محفوظ کلام الٰہی ہے- جو کسی نبی پر خدا کی طرف سے نازل ہو- ہر شخص مولوی صاحب کی کتاب اٹھا کر دیکھ لے- پس مولوی صاحب کو تو یہ حق حاصل نہیں رہا- کہ وہ کہیں کہ آیات اللہ کا ترجمہ کتاب اللہ کس طرح ہوا- یا کلام اللہ کو کیوں کتاب اللہ کہا گیا- بلکہ مولوی صاحب کو تو خوش ہونا چاہیئے- کہ ہم نے ان کے خیال کی تائید میں حقیقت الوحی سے ایک صریح حوالہ پیش کر دیا ہے گو اس سے مسیح موعود کی نبوت کا بھی قائل ہونا پڑتا ہے- جیسا کہ ہم قائل ہیں-

کلام اللہ

حضرت مسیح موعود اپنے الہامات کو صاف لفظوں میں کلام اللہ فرماتے ہیں- اور فرماتے ہیں- کہ اسے الہام نہیں کہنا چاہیئے- کلام کہنا چاہیئے- جیسا کہ آپ کے مندرجہ ذیل الفاظ سے ظاہر ہے

"اس راہ میں یعنی الہام کے بارے میں میرا تجربہ ہے- کہ تھوڑی سی غنودگی ... اور بعض اوقات بغیر غنودگی کے خدا کا کلام ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زبان پر جاری ہوتا ہے- جب ایک ٹکڑہ ختم ہو چکتا ہے- تو حالت غنودگی جاتی رہتی ہے- تو پھر ملہم کے کسی سوال سے یا خود بخود خدا تعالیٰ کی طرف سے دوسرا ٹکڑہ الہام ہوتا ہے- اور وہ بھی اسی طرح کہ تھوڑی سی غنودگی وارد ہو کر زبان پر جاری ہوتا ہے- اسی طرح بسا اوقات ایک ہی وقت میں تسبیح کے دانوں کی طرح نہایت بلیغ- فصیح لذیذ فقرے غنودگی کی حالت میں زبان پر جاری ہوتے جاتے ہیں- اور ہر ایک فقرے کے بعد غنودگی دور ہو جاتی ہے- اور وہ فقرے یا تو قرآن شریف کی بعض آیات ہوتی ہیں- اور یا اس کی مشابہ ہوتی ہیں اور اکثر علوم غیبیہ پر مشتمل ہوتی ہیں- اور ان میں ایک شوکت ہوتی ہے- اور دل پر اثر کرتی ہے- اور ایک لذت محسوس ہوتی ہے- اس وقت دل نور میں غرق ہوتا ہے- گویا خدا اس میں نازل ہو گیا ہے- اور در اصل اس کو الہام نہیں کہنا چاہیئے- بلکہ خدا کا کلام ہے"-

(چشمہ معرفت حاشیہ صفحہ ۳۰)

کیوں مولوی صاحب جبکہ مسیح موعود اپنی سب سے آخری تحریر میں اپنے الہامات کو صریحاً کلام اللہ کہتے ہیں تو اب اس کے کتاب اللہ ہونے میں کیا کلام ہے-

مولوی صاحب سے التماس

مولوی صاحب خدا کے لئے غور کریں اور حق کو قبول کریں- کیونکہ صداقت کا انکار کرنا شقاوت کی دلیل ہے- اور اگر یہ صداقت نہیں تو للہ آپ قلم کو جنبش دیں اور میرے دلائل کو توڑ کر دکھائیں ہم حق کو قبول کرنے کو طیار ہیں- (عمر دین احمدی از دہلی-)

له حضرت مسیح موعود کا یہ حاشیہ بہت ہی غور طلب ہے اس میں آپ مفتری علی اللہ کے کافر ہونے سے کلام اللہ کے مکذبین کو کافر نہیں قرار دیتے بلکہ کلام اللہ کے مکذبین کے بلاشبہ کافر ہونے کے باعث مفتری علی اللہ کو بھی کافر قرار دیتے ہیں- کیونکہ مکذب آیات کے مقابل میں افترا علی اللہ واقعہ ہے- چنانچہ اگر ہم اس حاشیہ کو الٹا کر پڑھیں- تو عبارت اس طرح بن جائیگی

"چونکہ بلاشبہ وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے کلام کی تکذیب کرتا ہے کافر ہے- اس لئے اس کے مقابل پر مفتری علی اللہ بھی ضرور کافر ہے- لہذا ظالم سے مراد اس جگہ کافر ہی ہے"

پس ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعود کے منکر بلاشبہ کافر ہیں- کیونکہ وہ مکذب کلام اللہ ہیں- اور یہ فتویٰ حکم ربانی اور کذب بآیاتہ کے ماتحت ہے- اور اس میں بھی شک نہیں کہ علاوہ اس فتوے قرآنی کے حدیث نبوی کا بھی اپر یہی فتویٰ ہے- گو اس کا سبب دوسرا ہے یعنی کافر کہنے کا بدلہ- لیکن نتیجہ ایک ہی ہے-

---

[illegible] (الفضل قادیان)

فہرست نومبائعین

یہ نمبر شمار جنوری ۱۹۱۸ء سے شروع ہوتا ہے مگر اسے بالکل مکمل نہ سمجھنا چاہیے۔ بعض ایسے لوگ جو قادیان آکر بیعت کرتے ہیں اُن کے نام محفوظ رکھنے کی اس وقت تک کوئی مناسب تدبیر نہیں کی گئی۔ پھر بعض ڈاک کے ذریعہ بیعت کرنے والوں کے نام بھی مہتمم ڈاک کی فہرست سے کسی نہ کسی باعث سے رہجاتے ہیں۔ دفتر الفضل کو جس قدر نام مہیا ہوسکتے ہیں۔ ان کو شائع کر دیا جاتا ہے۔ اور انھیں کا یہ نمبر شمار ہے۔ (ایڈیٹر)

(بابت ماہ جنوری ۱۹۱۸ء)

نمبر	نام	مقام
۲۰۹	محمد حسین صاحب کوچوان	لاہور
۲۱۰	علی محمد صاحب	فیروزپور
۲۱۱	حلیمہ بی بی صاحبہ	"
۲۱۲	جنت بی بی صاحبہ	"
۲۱۳	محمد الدین صاحب	کشمیر
۲۱۴	اہلیہ مولوی عبدالرحمن صاحب	ضلع ہزارہ
۲۱۵	حشمت بی بی صاحبہ	ضلع گورداسپور
۲۱۶	برکت بی بی صاحبہ	" "
۲۱۷	کرم بی بی صاحبہ	" "
۲۱۸	اہلیہ صاحبہ خانصاحب عبداللہ خانصاحب	پٹیالہ
۲۱۹	کریم بخش صاحب	ملتان
۲۲۰	خدا بخش صاحب	مرادآباد
۲۲۱	محمد شریف صاحب	امرتسر
۲۲۲	نواب خانصاحب	سیالکوٹ
۲۲۳	مائی غلام فاطمہ صاحبہ	ڈیرہ غازیخاں
۲۲۴	خدا بخش صاحب	"
۲۲۵	دیوان صاحب	سیالکوٹ
۲۲۶	قاضی عبدالکریم صاحب	لاہور
۲۲۷	عبدالغنی صاحب	"
۲۲۸	عمرالدین صاحب	"
۲۲۹	سلطان صاحب	ضلع جھنگ
۲۳۰	سید نظام شاہ صاحب	کشمیر
۲۳۱	اہلیہ حیات محمد صاحب	لاہور
۲۳۲	نبی حسین صاحب	مرادآباد
۲۳۳	لال صاحب	گجرات
۲۳۴	نورالدین صاحب	گوجرانوالہ
۲۳۵	امام الدین صاحب	گجرات
۲۳۶	اہلیہ صاحبہ "	"
۲۳۷	دختر حکیم شیخ سراج الدین صاحب	مظفرگڑھ
۲۳۸	حیات بی بی صاحبہ	سیالکوٹ
۲۳۹	لعل دین صاحب	"
۲۴۰	زینب بی بی صاحبہ	"
۲۴۱	بشیر احمد صاحب	"
۲۴۲	محمد حفیظ ہاشمی صاحب	گورداسپور
۲۴۳	فضل رحیم صاحب	بھاگلپور
۲۴۴	شیخ محمد شفیع صاحب	سیالکوٹ
۲۴۵	دولت بی بی صاحبہ	گورداسپور
۲۴۶	بندی صاحبہ	"
۲۴۷	حکیم محمد حسین صاحب	"
۲۴۸	چوہدری دین محمد صاحب	"
۲۴۹	اللہ دتا صاحب	گوجرانوالہ
۲۵۰	نبی بیگم صاحبہ	اٹک
۲۵۱	صاحب جان صاحبہ	"
۲۵۲	بیگم جان صاحبہ	"
۲۵۳	اہلیہ نادر خاں صاحب	"
۲۵۴	راجان صاحبہ	"
۲۵۵	ہمشیرہ نادر خانصاحب	"
۲۵۶	گوہر بانو صاحبہ	"
۲۵۷	امیر بخش صاحب	سندھ
۲۵۸	پیر محمد صاحب	گلبرگہ
۲۵۹	اہلیہ صاحبہ "	"
۲۶۰	امام صاحب	"
۲۶۱	قادر بی صاحبہ	"
۲۶۲	گلو خانصاحب	گوجرانوالہ
۲۶۳	سردار خان صاحب	گوجرانوالہ
۲۶۴	بوزمان صاحب	یادگیر
۲۶۵	میاں سراج الدین صاحب	سیالکوٹ
۲۶۶	عبدالعزیز صاحب	"
۲۶۷	حکیم فضل الدین صاحب	"
۲۶۸	اہلیہ احمد خاں صاحب	ہوشیارپور
۲۶۹	اہلیہ محمد اسمعیل صاحب	کشمیر
۲۷۰	مولوی سید سجاد حسین صاحب	بھاگلپور
۲۷۱	محمد یوسف صاحب	جالندھر
۲۷۲	غلام محمد صاحب	"
۲۷۳	اللہ دین صاحب	گجرات
۲۷۴	کرم دین صاحب	جہلم
۲۷۵	ہمشیرہ قاضی رحمت اللہ صاحب	ججے پور
۲۷۶	ہمشیرہ سردار خاں صاحب	گوجرانوالہ
۲۷۷	اہلیہ سردار خانصاحب	"

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر مالکان کے لئے شائع ہوا